فضائلِ شعبان و شبِ براءت

تصنیف
حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

حسبِ فرمائش
عطائے حضورِ مفتیِ اعظم ہند
حضرت حافظ وقاری مولانا محمد شاکر نوری رضوی (امیر سنّی دعوتِ اسلامی)

ادارہ معارف اسلامی، ممبئی

فضائل
شعبان وشب برات

تصنیف

حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

حسب فرمائش

عطائے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد شاکر نوری رضوی
(امیر سنی دعوت اسلامی)

باہتمام

ادارہ معارف اسلامی ممبئی

ناشر: مکتبہ طیبہ ۱۲۶ رکامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

بسم الله الرحمن الرحیم

برکات وحسنات کی ایک حسین رات

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

سال کے دنوں اور راتوں میں پندرہویں شعبان کی مقدس رات "شب برات" اور پندرہواں دن بڑی برکتوں کا ہے، امت محمدیہ پر اللہ عزوجل کا کرم خاص ہے کہ اس نے شب براءت جیسی نورانی رات سے سرفراز فرمایا، یہ رات ہر سال آتی اور چلی جاتی ہے لیکن کتنے غافل اور کاہل ایسے ہیں جو اس کی قدر نہیں کرتے اور سو کر پوری رات گزار دیتے ہیں اور ان سے بھی بدتر وہ ہیں جو اس مقدس رات کو کھیل تماشوں اور لغویات کی نذر کر دیتے ہیں، ہاں بڑے خوش قسمت اور نیک بخت ہیں وہ اللہ کے اطاعت شعار بندے جو اس رحمت بھری اور نور و نکہت میں ڈوبی ہوئی شب کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے اور اس میں اپنے مولائے کریم کو یاد کرتے ہیں، اس کی مقدس اور رحمت بھری بارگاہ سے برکت و نور کی خیرات مانگتے اور اپنے گناہوں پر پشیمان و شرمندہ ہو کر توبہ واستغفار کرتے ہوئے اسے گزارتے ہیں، مساکین و غربا پر صدقات وخیرات بھی کرتے ہیں، اقربا واحباب کو تحائف سے بھی نوازتے ہیں اور ساتھ ہی شہر خموشاں میں آرام کرنے والے مرحومین و متعلقین کو بھی نہیں بھولتے ان کے لیے بھی فاتحہ وایصال ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔ یقیناً زندوں کے ساتھ اس دنیائے فانی سے کوچ کرنے والے ہمارے بھائی بھی ہمارے احسان و کرم اور امداد و نصرت کے مستحق ہیں۔ لہٰذا مبارک راتوں اور مقدس ایام میں ضرور انھیں بھی یاد کرنا چاہیے۔

حدیث پاک میں آیا ہے اگر تم میں کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو پہنچائے (مسلم شریف ۲/۲۲۳ حدیث ۵۶۹۱۔ مسند امام احمد ۳/۳۱۵)

اور صدقہ وتلاوت قرآن نیز ذکر خیر کا ثواب اگر کسی مرحوم کو پہنچایا جائے تو یقیناً ان کو پہنچتا ہے اور ان کو اس سے فائدہ ہوتا ہے، اس پر احادیث کثیرہ شاہد ہیں، امت مسلمہ میں کوئی بھی اس کا منکر نہیں اور جو منکر ہے وہ یقیناً گمراہ اور مسلمانوں کا بدخواہ ہے۔

حدیث سے ثابت ہے کہ اس مبارک شب میں بنی کلب کی بکریوں کے بال سے زیادہ گنہ گاروں کی اللہ تعالیٰ بخشش فرماتا ہے۔

واضح رہے کہ بنی کلب عرب کا ایک قبیلہ تھا جہاں بکریاں زیادہ پائی جاتی تھیں۔ لیکن متعدد روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مغفرت ورحمت کی اس مقدس رات میں چند ایسے بھی بد بخت ہیں جو بغیر توبہ معاف نہیں کیے جاتے اور وہ رحمت خداوندی سے محروم ہی رہتے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔مشرک، یعنی خدا کے ساتھ اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنے والا، ۲-ماں کا نافرمان، ۳-باپ کی نافرمانی کرنے والا، ۴-کاہن، (اٹکل سے غیب کی باتیں بتانے والا) ۵-نجومی (ستاروں سے غیب کی خبریں بتانے اوراس پر یقین کرنے والا) ٦-جادوگر، ۷-فال نکالنے والا، ۸-بد مذہب (بدعتی)، ۹-قاتل، ۱۰-رشتہ کاٹنے والا (اپنا یا دوسرے کا)، ۱۱-کینہ پرور، ۱۲-سود کھانے کا عادی، ۱۳-سود دینے والا، ۱۴- زنا وبدکاری کا عادی، ۱۵-شرابی، ۱٦-باجہ بجانے والا، ۱۷- گویا (فحش اور فضول گانے والا)، ۱۸-کپڑا، تہبند، پاجامہ، کرتا وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر تکبر کرنے والا، ۱۹-ناجائز محصول (ٹیکس) وصول کرنے والا، ۲۰-جلاد۔

ان بڑے بڑے گناہوں کے مرتکبین کو چاہیے کہ اس برکت والی رات کے آنے سے پہلے ہی یا خاص اس بابرکت رات میں ان گناہوں سے خدا کی بارگاہ میں

سچی توبہ کریں اورآئندہ ان سے بچنے کا پختہ عزم بھی کریں تو پھراس نورانی رات میں خدائے بزرگ وبرتر کی طرف سے ہونے والی رحمتوں کی بارش میں ضرورنہا کر گناہوں سے پاک صاف اوررحمت خداوندی سے مالا مال ہوجائیں گے بلکہ ان مذکورہ گناہوں کے علاوہ بھی جوگناہ کیے ہوں ان سے بھی توبہ واستغفار میں جلدی کرنی چاہیے جوبے نمازی ہیں وہ توبہ کریں کہ اب آئندہ نمازیں ترک نہیں کریں گےاور جوقضاہوچکی ہیں ان کوجلد سے جلدادا کرنے کا بھی عہد کریں بلکہ اس بابرکت شب میں نوافل کے بجائے اپنی قضانمازیں پڑھیں کہ جب تک قضانمازیں ادانہ ہوں نوافل قبول نہیں ہوتے ، بے روزہ دارتوبہ کریں کہ اب آئندہ روزے نہیں چھوڑیں گے اور جوچھوٹ چکے ہیں ان کوجلدادا کرنے کا عہد کریں ، اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے توبہ کریں کہ اب پوراپوراحساب کرکے زکوٰۃ نکالیں گے جوخدا کا بھی حق ہےاور بندوں کا بھی اورآج تک جوزکوٰۃ ذمے میں باقی ہے اس کوبھی جلدتر ادا کرنے کا عہد کریں۔ بلکہ جس قدرہوسکے جلدازجلدادا کرنے میں لگ جائیں۔

اورجوحقوق العباد(بندوں کے حقوق)اپنے اوپر ہیں صاحبِ حق سے مل کرمعافی طلب کرلیں کہ بندوں کا حق اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا جب تک کہ وہ بندہ خودمعاف نہ کردے جس کا کسی پرحق ہے، بندوں کے چندحقوق یہ ہیں، مثلاً کسی کا مال یاجائداد ہڑپ کرلیا، قرض لیا، کسی کوگالی دی، کسی کی آبروریزی کی، کسی کی غیبت کی، کسی کی چغلی کی، کسی کوناحق مارا، کسی کامذاق اڑایا، استاذ اور ماں باپ کی نافرمانی کی۔ پڑوسیوں کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو ان کو ضرورمعاف کرالیں اورجوچیزیں مال، جائیدادوغیرہ واپس کرنے کے لائق ہیں ان کوواپس کردیں یاصاحب حق سے دست برداری کرالیں تاکہ آخرت کے مواخذے سے بچ جائیں ،اورشب برات کی برکتوں سے بھی مالا مال ہوں۔

شب برات میں غسل

شب برات میں غسل کرنا مستحب ہے تاکہ شب بیداری میں مدد ملے اور اس سے عظمت وفضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے اس لیے کہ اس شب میں لوگوں کے رزق اور موت کے پروانے تقسیم ہوتے ہیں۔

(کمافی نورالایضاح ومراقی الفلاح ص ۱۰۸، دارالکتب بیروت)

شب برات میں دعائیں مقبول ہوتی ہیں

شب برات کوایک خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ اس میں دعائیں مقبول ہوتی ہیں لہذا جملہ دینی ودنیاوی مقاصد پر مشتمل دعائیں اس مبارک شب مین مانگنی چاہیے، اسی لیے علمانے اوقات اجابت یعنی مقبولیت دعا کے اوقات میں شب برات کو بھی شمار فرمایا ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز حاشیہ "احسن الوعالآداب الدعا" میں تحریر فرماتے ہیں:

"رجب کی چاندرات، شب برات، شب عیدالفطر، شب عیدالاضحیٰ"

یعنی یہ راتیں بھی مقبولیت کے لیے خاص ہیں، پھرابن عساکر کی یہ حدیث نقل فرمائی "عن ابی امامۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: خُمس لیالٍ لاتُرَدُّ فیھن الدَّعْوَۃُ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَجَبَ وَلَیْلَۃُ النصفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلیلۃُ الجُمُعَۃِ وَلَیْلَۃُ الفِطْرِۃِ وَلَیْلَۃُ النحرِ"۔

(احسن الوعالآداب الدعاء مع حاشیہ ذیل المدعا، ص ۱۵، مطبوعہ اشرفیہ مبارک پور ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں: پانچ راتیں ہیں کہ ان میں دعارد نہیں کی جاتی، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات (شب برات) جمعہ کی رات، عیدالفطر کی رات اورنحر یعنی بقرعید کی رات۔ (دسویں ذی الحجہ کی شب)

یہ حدیث جامع صغیر امام جلال الدین سیوطی میں بھی ابن عساکر کے حوالے سے منقول ہے۔ (جامع صغیر: ۲۴۱۔ حدیث ۳۹۵۲)

لہٰذا اس مبارک شب میں چاہیے کہ کثرت سے دعائیں مانگیں، خدائے کریم کی بارگاہ میں اپنی اپنی حاجتیں پیش کریں، اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور سب سے اہم یہ کہ ایمان پر خاتمے کی دعا مانگیں اور ہو سکے تو علامہ امام محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک کتاب ''حصن حصین'' کو مکمل ایک بار پڑھ لیں کہ یہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ دعاؤں کا بڑا مبارک مجموعہ ہے۔ اور اس میں ہر موقع کی دعائیں درج ہیں،

ماہِ شعبان کی فضیلت واہمیت

ماہ شعبان بالخصوص اس کی پندرہویں شب یعنی شب برات کی اہمیت وفضیلت اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے، مگر افسوس کہ ایک طرف تو بعض نام نہاد مسلمان اس کی فضیلت ہی کا سرے سے انکار کرتے ہیں، دوسری طرف اس کے ماننے والوں میں ایک بڑی تعداد ان جاہلوں اور بدعمل مسلمانوں کی ہے جو اس معظم اور سراپا خیر وبرکت رات کو طرح طرح کے کھیل کود اور آتش بازی جیسے شیطانی افعال سے آلودہ کر کے اس کی فضیلت ونورانیت کا کھلا مذاق اڑاتے ہیں، جسے دیکھ کر بلا شبہہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ شب برات کی اہمیت وفضیلت تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ محض ڈھونگ رچاتے ہیں، خدائے تعالیٰ ایسے مسلمانوں کو اپنے غلط اعمال کے محاسبے اور اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یوں تو ماہ شعبان کی فضیلت شب برات اور پندرہویں شعبان کے روزے کی فضیلت سے ہی واضح ہے، مگر اس ماہ مبارک کی اہمیت اس سے اور بڑھ جاتی ہے کہ یہ مہینہ رمضان شریف کا پڑوسی ہے اور اس ماہ مبارک کا چاند حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطور خاص ملاحظہ فرماتے، لہٰذا ذیل میں اس سلسلے کی بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عن عبدالله بن ابی قیس قال سمعت عائشةَ رضی الله عنها تقول: کان رسول الله ﷺ یتحفظ من شعبان مالا یتحفظ من غیرہ ثم یصوم لرؤیة رمضان فان غم علیه عد ثلثین یوما ثم صام۔

عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ (اہتمام) کرتے کہ اتنا کسی کا نہ کرتے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر ابر ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزے رکھتے۔

(ابوداؤد/۱ ۳۱۸، باب إذا أغمیَ الشہر کتب خانہ رشیدیہ، دہلی)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "شَعْبَانُ شَهْرِیْ ورَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ "شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔

(مسند الفردوس لِلدَّیلمی، جامع صغیر سیوطی، ص ۳۰۱، حدیث: ۴۸۸۹)

اور دوسری روایت حضرت عائشہ سے اس طرح ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ شَهْرُ شَعْبَانَ شهری، شعبان الْمُطَهِّرُ وَرَمَضَانُ الْمُكَفِّرُ"

(ابن عساکر، جامع صغیر سیوطی، حدیث: ۴۹۰۳)

رمضان کا مہینہ اللہ کا ہے اور شعبان کا مہینہ میرا ہے، شعبان پاک کرنے والا ہے اور رمضان گناہ مٹانے والا ہے۔

شعبان کو حضور نے اپنا مہینہ بتایا اس کی کئی توجیہ ہے ایک یہ کہ اس میں قیام اور روزوں کا حکم میں نے دیا ہے دوسرے یہ کہ اسی مہینے میں آیت درود نازل ہوئی: یعنی "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ"۔ (احزاب: ۳۳/۵۶)

ایسا ہی مواہب لدنیہ امام قسطلانی (۳/۳۲۲) میں ہے:

(۳) عن انس قال کان رسولُ الله علیه وسلم اِذا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ الحدیث۔

اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت دے اور رمضان تک پہنچادے ،(بیہقی دعوات کبیر بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۲۱ باب الجمعہ۔شعب الایمان بیہقی ۳/۳۷۵حدیث ۳۸۱۵)

حکیم الامت مفتی احمد یارخاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :صوفیہ کرام فرماتے ہیں رجب تخم یعنی بیج بونے کا مہینہ ہے شعبان پانی دینے کا اور رمضان کاٹنے کا، کہ رجب میں نوافل میں خوب کوشش کرو۔شعبان میں اپنے گناہوں پر رووٴاور رمضان میں روزہ رکھ کر رب کی رضا حاصل کر کے اس کھیت کو خیریت سے کاٹو،

(مرآت شرح مشکوٰۃ:۲/۳۳۰)

مسئلہ: پانچ مہینے کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے ،شعبان ،رمضان ،شوال ، ذی قعدہ، ذی الحجہ۔شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں،اور رمضان کا، روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا، روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذی قعدہ کا ذی الحجہ کے لیے اور ذی الحجہ کا بقر عید کے لیے۔ (بہار شریعت:۵/۱۰۶)

مسئلہ: اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں (چاند) دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے، رمضان کا نہیں ،لہذا آج کا روزہ فرض نہیں۔

(درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت ۵/۱۱۰)

تحویل قبلہ: ماہ شعبان کی یادگاروں میں ایک یادگار یہ بھی ہے کہ خاص پندرہویں شعبان سہ شنبہ میں بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ قبلہ قرار پایا۔

(تفسیر قرطبی:۲/۱۴۶)

شعبان کے روزے کی فضیلت

ماہ شعبان المعظم کے روزے کی فضیلت میں کئی احادیث مروی ہیں ذیل میں انہیں بھی بیان کیا جاتا ہے ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ یہ حدیث نقل فرماتے ہیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أفضَلُ الصَّومِ بَعدَ رَمَضَانَ شَعبَانُ لِتَعظِيمِ رَمَضَانَ"

رمضان کے بعد سب سے افضل شعبان کے روزے ہیں تعظیم رمضان کے لیے۔(رواہ الترمذی واستغربہ ،والبیہقی فی الشعب وفیہ صدقۃ بن موسیٰ)

(فتاویٰ رضویہ: جلد چہارم ص ۶۵۹ سنی دارالاشاعت مبارک پور)

(۲) "مَارَأَیتُ رَسُولَ اللّٰہِ اسْتَکمَلَ صِیَامَ شَهرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَارَأیتُهٗ فِیْ شَهرٍ اَکثَرَ مِنهُ صِیَاماً فِیْ شعبَا نَ وفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَتْ کَانَ یَصُومُ شَعبانَ اِلَّا قَلِیلاً" (متفق علیہ)

صحیحین میں ہے ام المومنین حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں: ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوائے رمضان کے کسی مہینے کا پورا روزہ نہیں رکھتے تھے اور اس کے بعد آپ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے میں نے نہیں دیکھا، ایک روایت میں ہے کہ پورے شعبان کا روزہ رکھتے اور کبھی اکثر ایام کا۔

(بخاری ۱/۲۶۴، ابن ماجہ ۱۲۲، مشکوٰۃ: ص ۱۷۸)

(۳) "عَن أبِي سَلَمَةَ عَن أمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیه وسلم یصلُ شَعبَان بِرَمَضَانَ"۔ (ابن ماجہ: ۱۱۹)

ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔

(۴) "عن أمِّ سلمة قَالَتْ مارَأَیتُ النَّبِیَّ صلی اللّٰہُ علیه وسلم یَصُومُ شَهرَینِ مُتَتَابِعَینِ اِلَّا شَعبَانَ وَرَمَضَانَ"۔ (ترمذی: ۱/۹۲، ابواب الصوم)

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہا کہ میں نے مسلسل دو مہینے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزہ رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان و رمضان کے۔

(۵) "عن رَبِیعَةَ بْنِ الغَازِ انه سألَ عَائِشَةَ عَن صِیَامِ رَسُولِ اللّٰہِ فَقَالَتْ کَانَ یَصُومُ شَعبَانَ کُلَّهٗ حَتّٰی یَصِلَهٗ بِرَمَضَانَ"۔ (ابن ماجہ: ۱۹۹)

حضرت ربیعہ ابن الغاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ حضور پورے شعبان روزہ رکھتے تھے، یہاں تک کہ اس کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔ (ابن ماجہ:۱۹۹)

پورے شعبان سے اکثر ایام مراد ہے جیسا کہ حضرت عائشہ ہی کی دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے جو آگے آرہی ہے۔

(٦) "عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قَالَ قَالَ رسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لَا تُقَدِّمُوْا صِیَامَ رَمَضَانَ بِیَوْمٍ وَلا یَوْمَیْنِ اِلَّا رَجلٌ کَانَ یَصُوْمُ صَوْماً فَیَصُوْمُهٗ"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے روزوں سے ایک روز یا دو روز پہلے روزہ نہ رکھو، ہاں اگر کوئی شخص کوئی روزہ پہلے سے رکھتا چلا آرہا ہے تو وہ رکھ سکتا ہے۔

(ابوداؤد:۱/۳۱۹۔ ترمذی:۱/۸٦۔ ابن ماجہ:۱۱۹)

یعنی مثلاً کوئی ہر دوشنبہ کو روزہ رکھتا ہے اتفاقاً وہ شعبان کے آخر میں پڑ گیا تو رکھ سکتا ہے، ہاں خاص رمضان کی تعظیم کے طور پر آخر شعبان کو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ تاکہ رمضان کی انفرادیت اور اس کا امتیاز باقی رہے۔

(۷) "عن أبی هُرَیْرَة قَالَ قَالَ رسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اِذَا کَانَ النِّصْفُ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا صَوْمَ حَتّٰی یَجِیْئَ رَمَضَانُ"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نصف شعبان ہو جائے تو رمضان کے آنے تک کوئی روزہ نہیں۔

(ابوداؤد:۱/۳۱۹۔ ابن ماجہ:۱۱۹۔ ترمذی:۱/۹۲)

حضور کا عمل تو وہی تھا جو اوپر حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا اور یہ حکم غالباً امت کے لیے بطور تخفیف وشفقت تھا کہ لوگ مشقت میں نہ

پڑجائیں اوران پر رمضان کا روزہ دشوار نہ ہوجائے کیوں کہ جب پہلے ہی سے روزے شروع کردیں گے تو رمضان میں کمزور ہوجانے کا خطرہ رہے گا۔

(۸) "عن ابی سلمة قالت سَألتُ عَائِشَة عَنْ صَوْمِ النَّبِیّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فَقَالَتْ كَانَ يَصومُ حتیٰ نَقُوْل قَدْ صَامَ ويُفْطِرُ حَتّیٰ نَقُوْل قَدْ أفْطَرَ وَلَمْ أرهُ صَامَ مِنْ شَهْرٍ قَطُّ اَكْثَرَ صِيَامِه مِنْ شَعْبَان كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ كَانَ يَصُومُ شَعْبَان اِلاَّ قَلِيْلاً"۔

ابوسلمہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روزوں کی کیفیت پوچھی تو فرمایا کبھی حضور مسلسل اتنے روزے رکھتے کہ ہمیں خیال گزرتا کہ اب آپ افطار نہ کریں گے اور جب کبھی افطار فرماتے تو ہمیں یہ گمان ہوتا کہ آپ روزے نہ رکھیں گے اور میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا، آپ سوائے چند روز کے پورے ماہ روزے رکھتے۔

(بخاری:۱/۲۶۴، ابن ماجہ:۱۲۳)

(۹) "عن عبداللہ بن أبی قیس سَمِعَ عَائِشَة تَقُوْلُ كَانَ أَحَبُّ الشُّهُوْرَ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم أنْ يَصُوْمَهٗ شَعبان ثُمَّ يَصِلهٗ برمضَانَ"۔

حضرت عبداللہ بن ابی قیس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعبان کے (نفل) روزے تمام مہینوں سے زیادہ محبوب تھے پھر حضور اسے رمضان سے ملادیتے۔

(ابوداؤد:۱/۳۳۰)

(۱۰) "عن اسامة بن زيد رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قال، قلت يارسول اللّٰه! لَمْ أرَكَ تَصُوْمُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُوْرِ مَاتَصُوْمُ مِنْ شَعْبَان، قال: ذلك شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ وَهُوَشَهْرٌ تُرْفَعُ فِيه الْأعْمَالُ اِلیٰ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَأحِبُّ أنْ يُّرْفَعَ عَمَلِیْ وَأنَا صَائِمٌ"۔

(رواہ النسائی:۱/۲۵۱، کتاب الصیام باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں حضور کو شعبان میں سب مہینوں سے زیادہ روزے رکھتے دیکھتا ہوں، فرمایا: یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں اعمال، رب العالمین کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور مجھے پسند ہے کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ (نسائی شریف ۱/۲۵۱)

(۱۱) "وعن انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم ولا يفطر حتى نقول مافى نفس رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يفطر العام ثم يفطر فلايصوم حتى نقول مافى نفسه ان يصوم العام وكان أحبُّ الصَّوْمِ اليه فى شعبان"۔

(رواه احمد والطبرانى، الترغيب ۲/۴۹، باب الترغيب فى صوم شعبان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا: رسول اللہ روزہ رکھتے اور افطار نہیں کرتے یہاں تک کہ ہم لوگ کہتے حضور کا خیال ہے کہ سال بھر افطار ہی نہیں کریں گے، پھر ایسا ہوتا کہ برابر افطار میں رہتے یعنی روزہ نہیں رکھتے یہاں تک کہ ہم لوگ کہتے کہ حضور کا کیا خیال ہے سال بھر اب روزہ نہ رکھیں گے، اور حضور کو سب سے پسندیدہ شعبان کا روزہ تھا۔ (الترغیب ۲/۴۹)

(۱۲) "عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے لیے شعبان کے چاند کا شمار کرو۔

(ترمذی: ۱/۸۷)

یعنی شعبان کے چاند کو دیکھنے کی تاکید فرمائی تاکہ رمضان کا حساب صحیح ہو سکے۔

شب برات کی فضیلت

پندرہویں شعبان اور شب برات یعنی پندرہویں شعبان کی رات کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے، ان میں بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) "عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبیؐ صلی اللّٰہُ تعالیٰ علیہ وسلم یطلُعُ اللّٰہُ اِلیٰ جَمِیْعِ خلقِہٖ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرِ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلاَّ لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ"۔

(رواہ الطبرانی وابن حبان فی صحیحہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ عزوجل اپنی تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے مگر کافر اور عداوت والے کو۔

(الترغیب والترہیب للمنذری ج ۲/ ۵۱، باب ماجاء فی صیام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۳/ ۴۵۲، باب الترہیب من التہاجر)

حضور صدر الشریعہ اعظمی علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت مذکورہ حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں:

> "جن دو شخصوں میں دنیوی عداوت ہو تو اس رات کے آنے سے پہلے انہیں چاہیے کہ ہر ایک دوسرے سے مل جائے اور ہر ایک دوسرے کی خطا معاف کر دے تاکہ مغفرت الٰہی انہیں بھی شامل ہو، انہیں احادیث کی بنا پر بحمدہ تعالیٰ یہاں بریلی میں اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہٗ الاُقدس نے یہ طریقہ مقرر فرمایا ہے کہ ۱۴؍ شعبان کو رات آنے سے پہلے مسلمان آپس میں ملتے اور عفوِ تقصیر (غلطی کی معافی) کراتے ہیں اور ہر جگہ کے مسلمان بھی ایسا ہی کریں تو نہایت اَنسب و بہتر ہے۔ (بہار شریعت: ۵/ ۱۳۸، فاروقیہ، دہلی)

(۲) "عن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ

علیہ وسلم قال أتانی جبرئیل علیه السلام فقَالَ هٰذِهٖ لَیْلَةُ النصفِ مِنْ شَعْبَانَ ولِلّٰهِ فِیْهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شعُورِ غنَمِ کَلْبٍ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰهُ فِیْهَا اِلیٰ مُشْرِكٍ وَلَا اِلیٰ مُشَاحِنٍ وَلَا اِلیٰ قَاطِعِ رَحِمٍ وَلَا اِلیٰ مُسْبِلٍ ولَا اِلیٰ عَاقٍ لِوَالِدَیْهِ ولَا اِلیٰ مُدْمِنِ خَمْرٍ"۔ (الترغیب:۲/۵۱،باب الترغیب فی صوم شعبان)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اُتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے (یعنی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والے) اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔ (بیہقی)

(۳) "عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنهاقَالتْ قال رسُولُ الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَطَّلِعُ علیٰ عِبَادِهٖ فی لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَان فَیَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِیْنَ وَیَرْحَمُ الْمُسْتَرْحِمِیْنَ وَیُؤَخِّرُ أهْلَ الْحِقْدِ کَمَا هُمْ"۔ (الترغیب:۲/۵۲)

بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل شعبان کی پندرھویں شب میں تجلی فرماتا ہے، استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحم فرماتا ہے اور کینہ والوں کو جس حال پر ہیں اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔

(۴) عن علی رضی الله تعالیٰ عنه "عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قَالَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ من شعبان فَقُوْمُوْا لَیْلَهَاوَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالیٰ یَنْزِلُ فِیْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلیَ السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ:"أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَلَهٗ ،أَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فأَرْزُقَهٗ ،أَلَامِنْ مُبْتلیً

فأعَافِيَۃ ، ألا کَذَا ألاَ کَذَا حَتیٰ یَطْلُعَ الْفَجْرُ"۔

(الترغیب:۲/ ۵۲۔۱۲۰،ابن ماجہ ۱۰۰، فی صوم شعبان، مشکوٰۃ ص ۱۱۵)

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز وعبادت میں گزارو) اوراس کے دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک وتعالیٰ غروبِ آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اوراعلان کرتا ہے کہ:

☆ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں

☆ ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں

☆ ہے کوئی مبتلا کہ اسے عافیت دوں

☆ ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا

☆ اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہوجائے۔

(بہارشریعت: ۵/ ۱۳۸)

(۵) "عن عائشة قالت فَقَدْتُ النَّبيَّ صلى الله تعالیٰ علیه وسلم ذاتَ لَیْلَةٍ فَخَرَجْتُ أطْلُبُهٗ فَاِذَاهُوَ بِالْبَقِیْعِ رَافِعٌ رَأسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ یَاعائشَةُ أکُنْتِ تَخَافِیْنَ أن یَحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْكِ وَرَسُوْلُهٗ قالت قَدْ قُلْتُ وَمَالِیْ ذٰلِكَ وَلٰکِنِّیْ ظَنَنْتُ أنَّكَ أتَیْتَ بَعْضَ نِسَاءِ كَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تعالیٰ یَنْزِلُ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِأکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ"۔ (ابن ماجہ:۹۹، ترمذی:۱/ ۹۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ وہ کہتی ہیں: ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پایا تو میں ان کو تلاش کرنے نکلی، تو دیکھا کہ وہ بقیع شریف میں موجود ہیں، فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے ایسا گمان ہوا کہ میری طرف سے تم پر کچھ زیادتی ہوگئی، میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے گمان کیا

کہ آپ بعض دوسری ازواج کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔

پھر فرمایا: بلاشبہہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں آسمان دنیا پر تجلی فرماتا ہے، پھر بنی کلب کی بکریوں کے بال سے زیادہ تعداد میں لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

امام رَزین نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ: ان لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے جو جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۱۴-۱۱۵، باب قیام شہر رمضان)

''امام ترمذی نے کہا کہ امام بخاری اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے،'' لیکن واضح رہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر بالاتفاق عمل جائز ہے جو لوگ اس کا سہارا لے کر شب برات کے نیک اعمال سے روکتے ہیں وہ دین سے ناواقف اور مسلمانوں کے بدخواہ ہیں،

(۶) "عن عائشة عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال هل تدرین ماهذه اللیلةُ یعنی لیلة النصف من شعبان قالت مافیها یارسول اللّٰه !فقال فیها أن یکتب کل مولودٍ بنی آدم فی هذه السنه وفیها أن یکتب کل هالك من بنی آدم فی هذه السنة وفیها ترفع اعمالُهم وفیها تنزل أرزاقهم فقالت یارسول اللّٰه مامن أحد یدخل الجنَّة اِلَّا برحمة اللّٰه تعالیٰ فقال مامن أحد یدخل الجنَّة اِلَّا برحمة اللّٰه تعالی ثلثاقلت ولا أنت یارسول اللّٰه فوضع یده علی هامته فقال ولاأنا اِلَّا أن یتغمَّدنی اللّٰه منه برحمته یقولها ثلث مرات"۔رواه البیهقی فی الدعوات الکبیر

(مشکوٰۃ المصابیح: ۱۱۵، باب قیام شہر رمضان)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا: اے عائشہ اس رات کی کیا اہمیت ہے تو جانتی ہے ؟ (یعنی شب برات کے بارے میں دریافت فرمایا) حضرت عائشہ نے

عرض کیا اس کی کیا فضیلت ہے اے اللہ کے رسول؟ تو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سال جو بچے پیدا ہونے والے ہوتے ہیں وہ اسی رات میں لکھ لیے جاتے ہیں اور اسی رات میں اس سال مرنے والے بھی لکھ لیے جاتے ہیں اور اسی میں لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں (یعنی خدا کی بارگاہ میں لکھ کر پیش ہوتے ہیں) اور اسی میں ان کی روزیاں اتاری جاتی ہیں۔

تو حضرت صدیقہ نے عرض کیا، یارسول اللہ کوئی نہیں جو جنت میں داخل ہو مگر اللہ کی رحمت سے؟ حضور نے فرمایا ہاں کوئی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جائے گا، یہ تین بار سرکار نے فرمایا، میں نے (عائشہ نے) عرض کیا اور آپ بھی نہیں یارسول اللہ؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس سر مبارک پر رکھا اور فرمایا میں بھی نہیں (یعنی میں بھی اللہ کی رحمت کا محتاج ہوں) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔ سرکار اس کو بھی تین مرتبہ فرماتے رہے۔

(مشکوۃ المصابیح: ۱۱۵)

(۷) "عن أبی موسی الأشعری عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم قال إنَّ اللّٰه لَيَطَّلِعُ فِي لیلة النصف من شعبان فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِه إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ"۔(رواہ ابن ماجه ورواہ احمد عن عبداللّٰه بن عمروبن العاص) وفی روایته اِلّا اثنتین مشاحن وقاتل نفس۔ (مشکوۃ: ۱۱۵)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات (شب براءت) میں اپنی تجلی رحمت فرماتا ہے تو اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے، روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

(۸) اور امام احمد نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور ان کی اس روایت میں ہے: "سب کو بخش دیتا ہے مگر کینہ پرور

اور جان مارنے والا، یعنی ان کو نہیں بخشتا"۔ (ابن ماجہ:۹۹۔ مشکوٰۃ:۱۱۵)

مذکورہ بالا احادیث سے ماہ شعبان اور شب برات کی فضیلت بخوبی واضح ہے لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس شب مبارک کی قدر کرے اور اپنے اوقات کو عبادات وتلاوت قرآن اور درود شریف میں گزارے، کسی کے ذمے قضا نمازیں ہوں تو ان کو کرے ورنہ نوافل میں مشغول ہو اور سب سے اہم یہ ہے کہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ اور آئندہ گناہوں سے دور رہنے کا عہد کرے۔

شب برات کی فضیلت اور اس رات میں مانگی جانے والی دعاؤں کے سلسلے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک طویل حدیث ہے، ملاحظہ ہو:

(۹) "رُوِی عن عائشةَ رضی الله عنها قالَتْ دَخلَ عَلیَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فَوَضَعَ عَنْهُ ثَوْبَیْهِ ثُمَّ لمْ یَسْتَتِمَّ أن قَامَ فَلَبِسَهُمَا فَأخَذَتْنِیْ غَیْرَةٌ شَدِیْدَةٌ ظَنَنْتُ أنَّهٗ یَأتِیْ بَعْضَ صُوَیْحِبَاتِیْ فَخَرَجْتُ أتَّبِعُهٗ فأدْرَكْتُهٗ بِالبَقِیْعِ (بقیع الغرقد) یَسْتَغْفِرُ لِلْمُؤمِنِیْنَ وَالْمُؤمِنَاتِ وَالشُّهَدَاءِ فَقُلْتُ بِأبِیْ وَأمِّیْ، أنْتَ فِیْ حَاجَةِ رَبِّكَ وأنَا فِیْ حَاجَةِ الدُّنْیَا، فَانْصَرَفْتُ فَدَخَلْتُ حُجْرَتِیْ وَلِیَ نَفَسٌ عَالٍ وَلَحِقَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال: مَاهٰذاالنَّفَسُ یَاعَائِشَةُ؟ قُلْتُ بِأبِیْ وَأمِّیْ أتَیْتَنِیْ فَوَضَعْتَ عَنْكَ ثَوْبَیْكَ ثُمَّ لَمْ تَسْتَتِمَّ اَنْ قُمْتَ فَلَبِسْتَهُمَافأخَذَتْنِیْ غَیْرَةٌ شَدِیْدَةٌ، ظَنَنْتُ أنَّكَ تَأتِیْ بَعْضَ صُوَیْحِبَاتِیْ، حَتّٰی رأیْتُكَ بِالْبَقِیْعِ تَصْنَعُ مَا تَصْنَعُ، فَقَالَ یا عَائِشَةُ أكُنْتِ تَخَافِیْنَ أنْ یَحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْكِ ورَسُوْلُهٗ، أتَانِیْ جِبْرِیْلُ علیه السلام فَقَالَ هٰذِهٖ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وِلِلّٰهِ فِیْهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ كَلْبِ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ فِیْهَا الیٰ مُشْرِكٍ وَلَا اِلیٰ مُشَاحِنٍ وَلَا اِلیٰ قَاطِعِ رَحِمٍ وَلَا اِلیٰ مُسْبِلٍ ولَا اِلیٰ عَاقٍ لِوَالِدَیْهِ وَلَا اِلیٰ مُدْمِنِ خَمْرٍقال، ثمَّ وَضَعَ عَنْهُ ثَوْبَیْهِ فَقَالَ لِیْ: یاعائشة! تَأذَنِیْنَ لِیْ فِیْ قِیَامِ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ؟ قُلْتُ بِأبِیْ وَأمِّیْ فَقَامَ فَسَجَدَ لَیْلاً طَوِیْلاً حَتّٰی ظَنَنْتُ أنَّهٗ قَدْ قُبِضَ فَقُمْتُ ألْتَمِسُهٗ وَوَضَعْتُ یَدِیْ

عَلىٰ بَاطِنِ قَدَمَيْهِ فَتَحَرَّكَ فَفَرِحْتُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي سُجُودِهٖ۔

"أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلىٰ نَفْسِكَ"

فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرْتُهُنَّ لَهُ،فَقَالَ: يَاعَائِشَةُ تَعَلَّمِيْهِنَّ وَعَلِّمِيْهِنَّ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ عليه السلام عَلَّمَنِيْهِنَّ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أُرَدِّدَهُنَّ فِي السُّجُوْدِ "

(الترغیب:۳/۴۵۲_۴۵۳،التہاجر)

یہ حدیث اختصار اور کچھ فرق کے ساتھ ترغیب ج ۲/۵۲ میں بھی ہے۔اب اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے ، پھر اپنے دونوں کپڑے اتار دیے ابھی کچھ دیر نہیں گزری کہ کھڑے ہو گئے اوران کپڑوں کو زیب تن فرمایا تو مجھے بڑی غیرت آئی میں نے گمان کیا کہ شاید میری شریک صحبت بیویوں میں سے کسی کے پاس تشریف لے جارہے ہیں،تو پیچھے پیچھے میں بھی نکل پڑی تو دیکھا سرکار اقدس ﷺ بقیع قبرستان میں مومنین ومومنات اورشہدا کے لیے دعاے مغفرت فرمارہے ہیں ، میں نے کہا(دل میں) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تو اپنے رب کے کام میں ہیں اور میں دنیا کے تصور میں ہوں ، پھر میں واپس ہو کر اپنے حجرے میں داخل ہوگئی اور میرا حال یہ تھا کہ سانس تیز چل رہی تھی ، پھر اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور فرمایا یہ سانس کیوں چل رہی ہے اے عائشہ!میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں،آپ تشریف لائے ،اپنے کپڑے اتارے پھر فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر لباس پہن لیا،تو مجھے غیرت آئی اور میں نے خیال کیا کہ سرکار کسی اور زوجہ کے پاس تشریف لے جارہے ہیں،تو میں نے آپ کو بقیع میں پایا دوہ کرتے ہوئے جوآپ کررہے تھے،تو فرمایا:اے عائشہ کیا تجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اللہ ورسول تیرے ساتھ ناانصافی کریں گے (سن) میرے پاس جبریل علیہ

السلام تشریف لائے تو فرمایا: یہ نصف شعبان کی رات (شب برات) ہے اللہ کی طرف سے اس رات بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں (لیکن) اللہ تعالیٰ اس رات مشرک کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا اور کینہ پرور اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا (ٹخنے سے نیچا کر کے) لٹکانے والے اور والدین کے نافرمان اور شرابی کی طرف بھی نظر نہیں فرماتا ہے۔ یہ فرمایا اور پھر اپنے کپڑے اتار دیے پھر مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو اس مبارک رات میں مجھے اجازت دیتی ہے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان، پھر سرکار نے ایک طویل سجدہ فرمایا، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں سرکار کی روح قبض تو نہیں ہوگئی، تو میں حضور کو چھو کر جائزہ لینے لگی اور میں نے اپنا ہاتھ حضور کے قدموں کے تلووں پر رکھ دیا تو حضور حرکت میں آگئے، تب جا کر مجھے خوشی ہوئی اور اسی وقت میں نے سنا کہ حضور سجدے میں یہ دعا کر رہے تھے:

"أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَىٰ نَفْسِكَ"

ترجمہ: میں تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے عذاب سے، تیری ذات بڑی عظمت والی ہے، میں تیری ویسی تعریف وثنا نہیں کر سکتا جیسی تو نے خود اپنی ثنا کی ہے۔

پھر جب صبح ہوئی تو میں نے ان کلمات کا حضور سے ذکر کیا تو فرمایا، اے عائشہ! ان کو سیکھ لیا یعنی یاد کر لیا؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! پھر فرمایا: ان کو سیکھ لو اور ان کو (دوسروں کو) سکھاؤ۔ اس لیے کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ کلمات بتائے ہیں اور مجھے اشارہ دیا ہے کہ میں سجدے میں ان کو دہراؤں۔ (بیہقی)

(۱۰) عن مکحول عن کثیر بن مرۃ عن رسول اللہ ﷺ قال فی لیلۃ

النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لأَهْلِ الأَرْضِ اِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْمُشَاحِنٍ "۔ (الترغیب:۳/۴۵۴)

حضرت مکحول، کثیر بن مُرہ سے روایت کرتے ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ سرکار نے فرمایا، شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ زمین والوں کو معاف فرمادیتا ہے مگر مشرک اور کینہ پرور کونہیں معاف فرماتا۔

(الترغیب للمنذری:۳/۴۵۴)

امام بیہقی نے اس کو روایت کرکے فرمایا کہ یہ مُرسَل اور جَیِّد ہے، یعنی مرسَل ہونے کے باوجود قابل اعتماد ہے۔

(۱۱) "عن مكحول عن ابىٖ ثعلبة أَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم قال: يَطَّلِعُ اللّٰهُ اِلىٰ عِبَادِهٖ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَيُمْهِلُ الْكَافِرِيْنَ وَيَدَعُ أَهْلَ الحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتّٰى يَدَعُوْهُ"۔

(الترغیب:۳/۴۵۴)

حضرت مکحول، ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شب براءت میں اپنے بندوں کی طرف توجہ فرماتا ہے تو ایمان والوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو چھوڑ دیتا ہے اور کینہ والوں کو بھی ان کے کینے کے ساتھ رہنے دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ پروری چھوڑ دیں۔

امام بیقہی اس کی سند کو جید فرماتے ہیں۔

(۱۲) "وأخرج الدينورى فى المجالسة عن راشد بن سعد ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال :فى ليلة النصف من شعبان يوحى اللّٰه اِلى ملك الموت بقبض كل نفس يريد قبضها فى تلك السنة"

(الدرالمنثور:۷/۴۰۱)

دینوری نے مجالسہ میں حدیث نقل کی ہے، راشد بن سعد سے کہ نبی اکرم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شعبان کی پندرہویں رات میں اللہ تعالیٰ ملک الموت کو اس سال کی تمام ان روحوں کو قبض کرنے کے لیے حکم فرماتا ہے جن کا وہ ارادہ کرتا ہے۔

(۱۳) "وأخرج ابن ابی الدنیا عن عطاء بن یسار قال: اذا کان لیلة النصف من شعبان دفع الی ملك الموت صحیفة فیقال إقبض من فی هذه الصحیفة فان العبد لیفرش الفراش وینکح الازواج ویبنی البنیان وان اسمه قد نسخ فی الموتیٰ"۔ (الدرالمنثور: ۷/سورۂ دخان)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہا کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو ملک الموت کو ایک صحیفہ دے دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں جن لوگوں کا نام ہے ان کی روح قبض کرلینا تو بندہ فرش بچھاتا اور بیویوں سے نکاح کرتا اور گھر بنواتا رہتا ہے حالاں کہ اس کا نام مُردوں میں لکھ دیا گیا ہوتا ہے۔

(۱۴) "اخرج ابویعلیٰ عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کانَ یصومُ شعبان کلّهٗ فَسَألْتُهٗ؟قالَ اِنَّ الله یَکْتُبَ فِیْهِ کل نَفْسِ مَیْتَةٍ تلك السَّنَةَ فَاُحِبُّ اَنْ یَّاتِیَنِی اَجلی وَاَنَاصَائِمٌ"۔

ابویعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان روزے رکھتے (یعنی کثرت سے) تو میں نے اس کے بارے میں آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس میں اس سال مرنے والی جانوں کو لکھ لیتا ہے تو مجھے یہ پسند ہے کہ میری موت آئے (یا میری موت لکھی جائے) تو میں روزہ دار رہوں۔

(تفسیر درمنثور: ۷/۴۰۱، دارالفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء)

(۱۵) "أخرج ابنُ ابی شیبة عن عطاءِ بن یسار قال لم یکن رسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم فی شهر اکثر صِیاماً منه فی شعبان وذٰلك أنَّهٗ ینسخ فیه آجال من ینسخ فی السنة"۔ (الدرالمنثور: ۷/۴۰۱)

ابن ابی شیبہ نے عطا بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں سب سے زیادہ روزے رکھتے اور یہ اس وجہ سے کہ اس سال مرنے والوں کی مدتِ موت لکھ لی جاتی ہے۔

(۱۶) "وأخرج ابن مردویه وابن عساکر عن عائشة قالت لم یکن رسول الله صلى الله علیه وسلم فی شهر اکثر ضیاماً منه فی شعبان لأنه ینسخ فیه ارواح الأحیاء فی الأموات حتى ان الرجل یتزوج وقد رفع اسمه فیمن یموت وان الرجل لیحج وقدرفعه اسمه فیمن یموت"۔

(الدر المنثور:۷/۴۰۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ نہیں رکھتے تھے اس لیے کہ اس میں زندوں کی ارواح کو مردوں میں لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی شادی کرتا ہے حالاں کہ اس کا نام مرنے والوں میں لکھ چکا ہوتا ہے اور آدمی حج کرتا ہے حالاں کہ اس کا نام مرنے والوں میں لکھ دیا گیا ہوتا ہے۔

آیت دخان: "فِیۡهَا یُفۡرَقُ کُلُّ أمۡرٍ حَکِیۡمٍ" (اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام) یعنی سال بھر کے احکام، موتیں اور دیگر کام طے کر کے فرشتوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں، اس کی تفسیر میں بھی دو قول ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد شب برات ہے اور متعدد روایات حدیث سے یہ بات ثابت بھی ہے کہ شعبان یا شب برات میں احکام بانٹ دیے جاتے ہیں، یہ قول خاص طور سے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور متعدد روایات سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے چنانچہ

(۱۷) دیلمی کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ

"إن رسول الله صلى الله تعالىٰ علیه وسلم قال: تقطع الآجال من شعبان الى شعبان حتى أن الرجل لینکح ویولدله وقد خرج اسمه فی الموتى"۔ (الدر المنثور:۷/۴۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کے پروانے ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کے بانٹ دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ آدمی نکاح کرتا ہے اس کے بچے ہوتے ہیں حالاں کہ اس کا نام مرنے والوں میں نکل چکا ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں کچھ روایات پہلے بھی گزر چکی ہیں۔

(۱۸) "وأخرج الخطيب في رواة مالك عن عائشة: سمعت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: يفتح الله الخير في اربع ليال ليلة الاضحىٰ والفطر، وليلة النصف من شعبان، ينسخ فيها الآجال والأرزاق ويكتب فيها الحاج وفي ليلة عرفة إلى الأذان"۔

(الدرالمنثور:۷/۴۰۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر وبرکت کے دروازے کھولتا ہے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی دوراتیں اور پندرہویں شعبان کی شب، جس میں موت کے پروانے اور رزق طے کیے جاتے ہیں اور حاجیوں کو لکھا جاتا ہے اور عرفہ کی رات اذان (فجر) تک۔

(۱۹) "أخرج البيهقي عن القاسم بن محمد بن ابي بكر عن ابيه او عن عمه أو جده ابي بكر الصديق عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ينزل اللّٰه إلى السماء الدنيا ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل شئ إلّا لرجل مشرك أو من في قلبه شحناء"۔ (الدرالمنثور:۷/۴۰۳)

امام بیہقی نے قاسم بن محمد بن ابی بکر سے روایت کیا وہ اپنے باپ یا چچا یا دادا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ سرکار نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی شب (یعنی شب برات) میں آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے تو ہر ایک کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور اس شخص کے جس کے دل میں کینہ ہو۔

(۲۰) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نصف شعبان کی رات آتی ہے تو ایک منادی ندا دیتا ہے کہ کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے تو اسے بخش دوں، کوئی سائل ہے تو میں اسے دوں، تو جو شخص بھی سوال کرتا ہے اللہ عزوجل اسے عطا فرماتا ہے، سوائے فاحشہ عورت یا مشرک کے۔ (شعب الایمان: ۲/۲۱، کنز العمال حدیث ۳۵۱۷۸)

فضائل شب برات قرآن میں

سورہ دخان شریف میں ہے:

"حٰمٓ ٥ والكتٰبِ الْمُبِيْنِ ٥ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ٥ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ"۔

قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں، اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔

اس کے تحت تفسیر مدارک میں ہے:

أیْ لَيْلَةَ القدر أو ليلة النصف من شعبان والجمهور على الأول، لقوله انّا انْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ"۔ (مدارک مطبوعہ ممبئی ۴/۱۳۶)

یعنی اس میں آیت لیلة مبارکة سے شب قدر مراد ہے یا شب برات جمہور اول کے قائل ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔

تفسیر جلالین میں ہے:

"اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ هِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ أَوْلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ"

یہ لیلۃ القدر ہے یا شب نصف شعبان (یعنی شب برات)

"أوليلة النصف من شعبان" کے تحت تفسیر صاوی حاشیہ جلالین میں ہے:"ھوقول عکرمة وطائفة"۔ یعنی یہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت کا قول ہے۔

لہذا لیلۂ مبارکہ کی تفسیر شب برات سے جب ایک صحابی اور دیگر حضرات سے مروی ہے تو اس کو بالکل غلط اور باطل تو نہیں کہا جاسکتا: قرآن پاک میں بہت سی ایسی آیتیں ہیں کہ ان کی دو یا دو سے زیادہ تفسیریں کی گئی ہیں، تو ان میں کسی کو باطل قرار دینا درست نہیں۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ شب برات کی فضیلت قرآن پاک سے بھی ثابت ہے۔

شب برات میں آئندہ کے فیصلے

"عن ابن عباس ان الله يقضى الأقضية فى ليلة النصف من شعبان ويسلمها الى اربابها فى ليلة القدر"۔ (تفسیر مظہری ۸/۳٦٨، تفسیر معالم التنزیل ۴/۴/۱۷۔ دار حیاء التراث العربی بیروت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، وہ کہتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ شب برات میں فیصلے فرماتا ہے اور انہیں متعلقہ اصحاب (یعنی فرشتوں) کے سپرد شب قدر میں فرماتا ہے۔

اور یہی تاویل "انا انزلناه فى ليلة مباركة (ہم نے اس کو لیلۂ مبارکہ میں نازل کیا) کے بارے میں بھی کی گئی ہے کہ شب برات سے اس کا نزول شروع ہوا اور شب قدر میں تمام ہوا، یعنی لوح محفوظ سے دفتر ملائکہ میں اس طرح دونوں روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

حضرت علامہ احمد صاوی، حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں:

"ایک قول یہ ہے کہ لوح محفوظ سے لکھنے کی ابتدا شب برات میں ہوتی ہے اور شب قدر میں سب کچھ لکھ کر فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے، چنانچہ

رزق کا نوشتہ حضرت میکائیل علیہ السلام کے سپرد کردیا جاتا ہے، اور جنگوں کا نوشتہ حضرت جبریل علیہ السلام کو دے یا جاتا ہے، یوں ہی زلزلے بجلیاں اور دھنسانے کے احکام اور رزق کا نوشتہ اسماعیل علیہ السلام کے حوالہ کردیا جاتا ہے جو آسمان دنیا کے مالک ہیں اور آپ ایک زبردست فرشتہ ہیں اور مصائب کا نوشتہ ملک الموت علیہ السلام کو دے دیا جاتا ہے۔

آیت ''اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِی لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ'' کی تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے دو قول نقل کیے ایک تو یہ کہ اس سے شب قدر مراد ہے، دوسرا قول یہ بتایا کہ اس سے شب برات مراد ہے، تو اس پر علامہ صاوی نے حاشیہ لکھا اور فرمایا:

شب برات کا قول حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور ایک جماعت کا ہے، اور اس کی توجیہ میں چند امور بیان کیے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ، اس شب یعنی شب برات کے چار نام ہیں: لیلۃ مبارکۃ، لیلۃ البراءۃ، لیلۃ الرحمۃ، لیلۃ الصَّك"۔

(لہذا جب شب برات کا ایک نام لیلۃ مبارکۃ ہے تو اس کو مراد لینے میں کوئی حرج نہیں)۔

مزید فرماتے ہیں:

اس میں عبادت کی فضیلت بھی وارد ہے، جیسا کہ نقل فرمایا گیا ہے کہ:

''جس نے اس رات (شب برات) میں سو رکعت نماز پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے پاس سو فرشتے بھیجتا ہے، تیس تو وہ جو اس کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اور تیس اس کو جہنم کی آگ سے بچانے پر مامور ہوجاتے ہیں، اور تیس اسے دنیا کی آفات سے بچاتے ہیں، اور دس اُسے شیطان کے مکر سے محفوظ رکھتے ہیں۔

اس رات کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ:

اس میں اللہ تعالیٰ امت محمدیہ پر بنی کلب کی بکریوں کے بال کے برابر رحم

فرماتا ہے، اور اس رات میں مسلمانوں کو بخش دیتا ہے سوائے کاہن، جادوگر، شرابی، والدین کے نافرمان اور زنا (بدکاری) کے عادی کے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک شب میں سرکار دوعالم شافعِ امم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل شفاعت عطا فرمائی، وہ اس طرح کہ سب سے پہلے سرکار نے تیرہویں شب میں شفاعت کا سوال کیا تو ایک ثُلُث (تہائی) عطا ہوئی، پھر چودھویں شب میں سوال فرمایا تو اللہ نے دوثلث (دوتہائی) عطا فرمائی، پھر پندرہویں شب میں درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے مکمل شفاعت عطا فرمادی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ سے ایسا بھاگے جیسے کہ بدک کر اونٹ بھاگتا ہے، اس کو شفاعت سے حصہ نہیں ملے گا۔

(حاشیہ صاوی برتفسیر جلالین جلد ۴، ص ۷۵، مطبوعہ: غلام رسول سورتی ممبئی)

پندرہویں شعبان کا روزہ

ابن ماجہ کی حدیث گزر چکی کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو اس میں قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو، مندرجہ ذیل حدیث مسلم سے بھی پندرہویں شعبان کے روزے کی فضیلت ظاہر ہے، ملاحظہ کریں:

"عن عمران بن حُصين رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قالَ لهُ أولأخر أصُمتَ من سَرَرِ شعبان قال لا قال: اذا أفطَرتَ فصُم يَوْمَيْنِ مكانه"۔ (مسلم شریف: ۱/۳۶۸ کتاب الصیام باب صوم سرر شعبان)

عمران بن حُصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے یا کسی اور سے فرمایا: تم نے شعبان کے وسط میں روزہ رکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: عید کے بعد تم دو روزے رکھ لینا۔

اس حدیث سے بھی شعبان بلکہ شب برات کے روزے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ اس کے ایک روزے کے بدلے بعد رمضان دو روزے کا حکم دیا۔

اور وسط شعبان سے پندرہویں شعبان ہی مراد ہے تو اس سے شب برات کے بعد والے دن کا روزہ بھی ثابت ہوا۔

بعض لوگوں نے اس حدیث سے آخر شعبان کا روزہ مراد لیا ہے، لیکن یہ معنی اس لیے درست نہیں معلوم ہوتا کہ آخر شعبان میں روزے کی ممانعت پر حدیث موجود ہے تو اس کے بدلے روزے کا حکم کیسے دیا جائے گا، اس لیے وسط شعبان ہی کا معنی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے اور اگر آخرِ شعبان ہی کا معنی لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس کو ہر ماہ کے آخر میں روزے کی عادت تھی اس نے شعبان کے آخر میں روزہ نہ رکھا تو اب رمضان کے بعد دو روزے رکھ لے۔

راوی کو اس میں شک ہے کہ حضور نے ایک روزہ رکھنے کو کہا یا دو، لیکن حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ حضور نے دو روزے کا حکم دیا۔

یہ حکم استحبابی ہے یعنی مستحب ہے کہ وسط شعبان کے روزے کے بدلے بعد رمضان دو روزے رکھ لے، اگر نہ رکھا تو گنہ گار نہیں ہوگا، ہاں اگر کسی نے وسط شعبان یا ہر مہینے کی آخری تاریخ میں روزے کی منت مانی تھی اور وہ نہ رکھ سکا تو بعد رمضان اس کی قضا واجب ہوگی، دو کی منت تھی تو دو اور ایک کی تھی تو ایک۔

شب برات میں روحوں کا آنا

فتاویٰ امام نسفی کے حوالہ سے فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ مسلمانوں کی روحیں ہر جمعہ کو رات اور دن میں اپنے گھروں کو آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہر (مہربانی) کرو، ہمیں یاد کرو، بھول نہ جاؤ، ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھاؤ۔

نیز خزانۃ الروایات میں ہے:

"عَنِ ابنِ عبَّاسٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما اِذا کان یَوْمُ عِیْدٍ اَوْ یَوْمُ

جُمُعَةٍ أَوْ عَاشُورَاء اَوْلَيْلَةُ النصّفِ مِنْ شَعْبَان تأتِىْ أرْوَاحُ الأمْوَاتِ وَيَقُوْمُوْنَ عَلىٰ أبْوَابِ بُيُوتِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ مِنْ أحَدٍ يَذْكُرُنَاهَلْ مِنْ أحَدٍ يُذكّرُ غُرْبَتَنَا"۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن یا شب برات ہوتی ہے، اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں ______ ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے۔ ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے۔ ہے کوئی جو ہماری غربت کو یاد دلائے۔

اسی طرح "کنز العباد" میں بھی "کتاب الروضۃ" امام زندویستی سے منقول۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۲۳۳ سنی دار الاشاعت مبارک پور)

نیز شیخ الاسلام کی "کشف الغطاء" کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں، مومنین کی روحیں اپنے گھروں کو آتی ہیں اور ہر جمعہ کی رات اور عید کے دن اور عاشورا کے دن اور شب برات میں اور اپنے گھروں کے پاس کھڑی غم گین ہوکر آواز دیتی ہیں کہ اے میرے گھر والو! اے فرزندو! اے رشتہ دارو! ہمارے اوپر صدقہ کر کے مہربانی کرو۔

(ترجمہ وخلاصہ از فتاوی رضویہ ۴/۲۳۱)

لہذا ان مبارک راتوں دنوں اور خاص کر شب برات میں اپنے مرحومین کی طرف سے صدقہ وایصال ثواب اور فاتحہ بالکل درست وجائز ہے اور مسلمانوں میں شب برات کے موقع پر صدقہ وخیرات اور فاتحہ کا جو رواج ہے وہ محض رواج نہیں بلکہ دلائل سے اس کا ثبوت بھی ہے۔ اسے بدعت کہنا سراسر غلط ہے،

﴿شعبان کے نام﴾

نام کی کثرت بھی فضیلت پر دلالت کرتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ شعبان وشب

برات کے نام کثیر ہیں جو ان کے عُلوِ مرتبت پر دلالت کرتے ہیں، ذیل میں شعبان وشب برات کے نام اختصار کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔

❁ شہر القرآن: اس ماہ مبارک کا نام شہر القرآن بھی ہے، وہ اس لیے کہ حفاظ کرام اسی مہینے سے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

❁ شہر القراء: قراء کا مہینہ اس کا سبب بھی وہی ہے جو مذکور ہوا۔

❁ شہر النبی: شہر النبی اس لیے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنا مہینہ فرمایا۔

❁ "شہر الصلاۃ علی النبی: چونکہ آیت درود "ان الله وملائکته" اسی ماہ شعبان میں نازل ہوئی اس لیے اس کو شہر الصلاۃ علی النبی بھی کہتے ہیں۔

شب برات کے نام

☆ ليلة النصف من شعبان ☆ ليلة مباركة ☆ ليلة البراءة ☆ ليلة القسمة ☆ ليلة التكفير ☆ ليلة الإجابة ☆ ليلة الشفاعة ☆ ليلة عيد الملائكة ☆ ليلة الصّك ☆ ليلة الجائزة ☆ ليلة الغفران ☆ ليلة المغفرة ☆ ليلة العتق من النيران

شب برات اور اقوال سلف

❁ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، جمعہ کی رات، عیدین کی رات، اول رجب کی رات اور نصف شعبان کی رات یعنی شب برات میں۔

(ماذا فی شعبان للسید محمد بن علوی المالکی ص ۸۷۔ الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۴ھ)

❁ سعید بن منصور محدث نے بیان کیا کہ عطا بن یسار نے فرمایا: شب قدر کے بعد شب برات سے بڑھ کر کوئی رات نہیں، اللہ تعالیٰ اس رات آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے، مشرک، کینہ پرور، اور رشتہ کاٹنے والے کے سوا۔ (ماذا فی شعبان ص: ۸۸)

شب برات کی دعائیں

بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا، وہ کہتی ہیں کہ ایک بار شعبان کی پندرہویں رات یعنی شب برات میں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری میرے یہاں تھی میں نے آدھی رات کے وقت سرکار کو نہیں پایا تو مجھے بھی وہی غیرت کا احساس ہوا جو ایسے وقت عورتوں کو ہوجاتا ہے تو میں نے اپنی چادر لپیٹی اور حضور کو تلاش کرنے دیگر ازواج مطہرات کے حجروں تک پہنچ گئی تو سرکار کو کہیں نہیں پایا، پھر میں اپنے حجرے میں لوٹ آئی، تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور پڑے ہوئے کپڑوں کی طرح سجدہ ریز ہیں اور سجدے میں یہ پڑھ رہے ہیں:

"سَجَدَ لَكَ خَيَالِيْ وَسَوَادِيْ وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ فَهٰذِهٖ يَدِيْ وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِيْ يَاعَظِيْمُ يُرْجىٰ لِكُلِّ عَظِيْمٍ يَاعَظِيْمُ اغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ"

ترجمہ: تیرے لیے میرے خیال اور میرے سراپا وجود نے سجدہ کیا، اور تجھ پر میرا دل ایمان لایا تو یہ میرا ہاتھ تیرے حوالے ہے اور جو کچھ گناہ اس کے ذریعہ میں نے کیا وہ بھی تیرے سپرد ہے، اے عظمت والے! جس سے ہر بڑی مشکل میں امید لگائی جاتی ہے اے عظمت والے، بڑے گناہ معاف فرما۔ میرے چہرے نے سجدہ کیا اس کو جس نے اسے پیدا کیا اور اس کے لیے کان آنکھ بنائے۔ پھر سر اٹھایا اور پھر سجدہ کیا تو اس میں یوں دعا کی۔

"أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ، (أَقُوْلُ كَمَا قَالَ أَخِيْ دَاوُدُ)"۔

"أَعْفِرُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقَّ لَهٗ أَنْ يُسْجَدَ"

میں تیری رضا کے ذریعہ تیری ناراضی سے پناہ اور تیرے عفو و درگزر کے ساتھ تیری سزا سے اور تیرے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں تیری ویسی تعریف نہیں کرسکتا جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی (اور میرے بھائی داؤد نے جو کہا میں بھی وہی کہتا ہوں) میں اپنا چہرہ خاک آلود کرتا ہوں اپنے آقا کے لیے اور سجدہ اسی کے لیے حق ہے۔

پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور کہا:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیاً، مِنَ الشَّرِّ نَقِیًّا، لَا جَافِیاً وَّلَا شَقِیًّا"

اے اللہ مجھے پرہیزگار دل عطا فرما، برائی سے پاک، نہ ظالم نہ بدبخت۔

پھر حضور پلٹے اور میری چادر میں آکر داخل ہوگئے اس حال میں کہ میری سانس چل رہی تھی، تو فرمایا، اے حمیرا! یہ سانس کیسی چل رہی ہے؟ میں نے سرکار سے ماجرا کہہ دیا تو سرکار اپنے دست مبارک سے میرے گھٹنے سہلانے لگے اور یہ فرمانے لگے، ہائے ان دو گھٹنوں نے اس رات کتنی مصیبت اٹھائی ہے یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا تک نزول رحمت فرماتا ہے تو اپنے بندوں میں مشرک اور کینہ پرور (یا بدمذہب) کے علاوہ سب کو بخش دیتا ہے۔

(الدر المنثور: ۷/۴۴)

خاص شب برات میں پڑھنے کی کوئی دعا مروی نہیں، اور نہ ہی صحیح حدیثوں میں کوئی خاص اور معین نماز کا ذکر ملتا ہے، بعض معمولات اور دعائیں جو کتابوں میں ملتی ہیں وہ زیادہ تر معمولات مشائخ سے ہیں یا احادیثِ ضعاف سے انہیں مطلق نفل نماز کی نیت سے اور دعا کی غرض سے اختیار کیا جاسکتا ہے، جن پر ثواب کی پوری امید ہے:

ہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو دعا سجدے میں مروی ہے اس کو پڑھا جاسکتا ہے۔ سوائے "اَقُولُ کَمَاقَالَ اَخِی دَاوٗدُ" کے۔

یوں ہی مشائخ نے دعائے شب قدر کو بھی پڑھنے کا اشارہ دیا ہے کہ شب قدر کے بعد سب سے افضل رات شب برات ہے تو اس میں بھی اس کو پڑھا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے:

(۱) "اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّیْ"۔

ترجمہ: اے اللہ بے شک تو معاف فرمانے والا ہے تجھے معافی پسند ہے تو اے کریم! ہمیں معاف فرما دے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک حدیث سے جو گزر چکی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقیع شریف گئے تو مومنین مومنات اور شہدا کے لیے دعائے مغفرت فرما رہے تھے، الفاظ دعا حضرت عائشہ نے ذکر نہیں کیے، لہذا وہ دعائیں جن میں مومنین ومومنات کے لیے مغفرت طلب کی گئی ہو ان کا بھی اس رات پڑھنا بہتر ہے۔ مثلاً

(۲) "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ"۔

اے اللہ مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو۔

اور قرآن پاک کی یہ دعا بھی اسی معنیٰ میں ہے:

(۳) "رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ"۔ (الحشر:۵۹/۱۰)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے، اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے، اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ، اے رب ہمارے! بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔ (کنز الایمان)

اور ایک جامع دعا یہ بھی ہے۔

(۴) "رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ"۔

(ابراہیم:۱۴/۴۱)

اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو (جو مسلمان ہوں) اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (کنزالایمان)

مومن مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنا بڑی فضیلت رکھتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو مومنین و مومنات کے لیے مغفرت طلب کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ تمام مومنین و مومنات کے برابر نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ (حصن حصین)

(۵) حضور نے شب برات میں سجدے کی حالت میں جو دعائیں مانگیں وہ یہ ہیں: ان کو سجدے میں یا سجدے کے علاوہ حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

"أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا أُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔

(۶) "أَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ قَلْبًا تَقِيًا،مِنَ الشَّرِّ نَقِيًّا،لَا جَافِيًا وَّلَا شَقِيًّا"

(۷) اور خاص سجدے کی دعا یہ ہے:

"سَجَدَ لَكَ خَيَالِىْ وَسَوَادِىْ وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِىْ فَهٰذِهٖ يَدِىْ وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِىْ يَاعَظِيْمُ يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ يَاعَظِيْمُ اغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِىْ لِلَّذِىْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ"

اس کو یاد کرلے اور خاص سجدے میں پڑھے، باقی دعائیں اگر یاد نہ ہوں تو سجدے کے علاوہ بھی شب برات میں پڑھ سکتے ہیں۔

آخر کی تین دعاؤں کا ترجمہ احادیث کے ضمن میں گزر چکا وہاں دیکھ لیں۔

دعائے نصب شعبان المعظم

شب برات کی ایک مشہور دعا لکھی جاتی ہے جو معمولات مشائخ سے ہے۔

"اَللّٰهُمَّ يَاذَالْمَنِّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيْهِ يَاذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَيَاذَا الطَّوْلِ وَالْإِنْعَامِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ظَهْرَ اللَّاجِيْنَ وَجَارَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ وَأَمَانَ الْخَائِفِيْنَ،اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِىْ عِنْدَكَ شَقِيًّا أَوْمَحْرُوْمًا أَوْ مَطْرُوْدًا أَوْ مُقْتَرًا

عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اَللّٰهُمَّ بِفَضْلِكَ شَقَاوَتِی وَحِرْمَانِی وَطَرْدِی وَاِقْتَارَ رِزْقِی وَاَثْبِتْنِی عِنْدَكَ فِی اُمِّ الْكِتَابِ سَعِیْدًا مَّرْزُوْقاً مُّوَفَّقاً لِلْخَیْرَاتِ مُعَافاً مَّغْفُوْراً مَّرْحُوْماً اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَاِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِی كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّكَ الْمُرْسَلِ صَلَّی اللّٰهُ تعالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْحُوااللّٰهُ مَایَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ اِلٰهِی بِالتَّجَلِّی الْاَعْظَمِ فِی لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ شَعْبَانَ الْمُكَرَّمِ الَّتِی یُفْرَقُ فِیْهَا كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ وَّیُبْرَمُ اَسْئَلُكَ اَنْ تَكْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلاءِ وَالْبَلْوَاءِ مَانَعْلَمُ وَمالا نَعْلَمُ وَمَااَنْتَ بِهٖ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ وَصلیَّ اللّٰهُ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِیَاءِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَكَماَ تُحِبُّ وَتَرْضیٰ لَهٗ اَفْضَلَ الصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامِ مِنَّا وَمِنْ اَهْلِنَا وَمِنْ جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ' اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بَرَكَاتَهٗ بَاقِیَةً فِیْنَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ" آمین

(ماذا فی شعبان ص ۱۰۵. ازمحدث حرم مکہ علامہ سید محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمہ مع اضافہ از اعمال رضا ص ۱۱۲۔ قاضی عبدالرحیم)

طریقہ: شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو بعد مغرب تین مرتبہ سورۂ یٰسٓ شریف پڑھے، پہلی بار طول عمر مع عافیت کی نیت سے، دوسری بار دفع بلا کی نیت سے، تیسری بار حصول غنا کی نیت سے اور ہر مرتبہ یٰسٓ شریف پڑھنے سے پہلے دورکعت نماز نفل پڑھے اور چھ نفل کے بعد دعائے مذکور پڑھے اور اس دن غسل کرنا موجب نجات از بلا وسحر وجادو ہے اور بہتر یہ ہے کہ بیری کے سات پتے پیس کر ایک گھڑا پانی ملا کر اس سے غسل کرے۔ حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا اس پر عمل رہا ہے۔

(مجموعہ اعمال رضا، ج ۲/ ۱۱۲۔۱۱۳۔ مرتبہ قاضی عبدالرحیم مطبوعہ قادری بکڈپو، نومحلہ، بریلی)

تنبیہ مکہ مکرمہ کے مایہ ناز عالم اور حرم مکی کے عظیم محدث حضرت علامہ سید محمد بن علوی مالکی مکی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور تحقیقی کتاب: ''ماذا فی شعبان'' میں اس دعا کونقل فرما کر مقرر رکھا ہے، اور اس کے بعض حصے کو حدیث پاک سے بھی ثابت کیا ہے، اور اسے دعائے مشہور و مجرب بتایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عالم عرب اور حرمین شریفین میں بھی یہ دعا شب برات کے مبارک موقع پر پڑھی جاتی ہے۔

یہ پوری دعا حدیثوں میں نظر سے نہیں گزری البتہ معمولات مشائخ سے ہے اس لیے اس کو معمولات ہی کی قبیل سے شمار کیا جائے۔

صلوٰۃ التسبیح

شب برات میں بہت سے مسلمان صلوٰۃ التسبیح پڑھتے ہیں اس لیے یہاں پر اس کے فضائل اور اس کا طریقہ بھی لکھا جاتا ہے۔

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے بعض محققین فرماتے ہیں اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا، نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں، کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں، دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا، اگلا پچھلا پرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا چھوٹا اور بڑا پوشیدہ اور ظاہر، اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روز نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینے میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو سال میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار اور اس کی ترکیب ہمارے طور پر وہ ہے جو سنن ترمذی شریف (ج ۱ ص ۱۰۹) میں بروایت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے

فرماتے ہیں کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ بار پھر اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور بعد تسمیع وتحمید (یعنی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد) دس بار یہی تسبیح کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر جلسہ میں دس بار پڑھے پھر دوسرے سجدہ میں دس بار پڑھے یوں ہی چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں ۷۵ بار اور چاروں میں تین سو ہوئیں رکوع وسجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد یہ تسبیحات پڑھے۔

(بہار شریعت حصہ۴ ص ۲۸۔ شامی ص ۶۴۳ ج ا، غنیہ وغیرہ)

مسئلہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے؟ فرمایا سورہ تکاثر، والعصر اور قل یاَ یھا الکٰفرون اور قُل ھُوَاللہ احد اور بعض نے کہا سورۂ حدید اور حشر اور صف اور تغابن۔ (بہار شریعت ۴/ ۲۸۔ ردالمحتار ج ا/۶۴۳)

مسئلہ: اگر سجدہ سہو واجب ہو اور سجدے کرے تو ان دونوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں اور اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم پڑھی ہیں تو دوسری جگہ پڑھ لے کہ وہ مقدار پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد جو دوسرا موقع تسبیح کا آئے وہیں پڑھ لے مثلاً قومہ کی سجدہ میں کہے اور رکوع میں بھولا تو اسے بھی سجدہ ہی میں کہے نہ قومہ میں کہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی اور پہلے سجدے میں بھولا تو دوسرے سجدے میں کہے جلسہ میں نہیں۔ (بہار شریعت حصہ۴/ ۲۸، ردالمحتار ا/۶۴۳)

مسئلہ: تسبیح انگلیوں پر نہ گنے، ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ انگلیاں دبا کر۔
(بہار شریعت حصہ۴/ ۲۹ ، ردالمحتار ا/۶۴۳)

مسئلہ: ہر غیر مکروہ وقت میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔
(بہار شریعت ۴/ ۲۹، علمگیری ۱/ ۱۱۳، ردالمحتار ۱/ ۶۴۳)

مسئلہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ اس نماز میں سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ تَوْفِیقَ اَھْلِ الْھُدیٰ وَاَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَةَ اَھْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَھْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَھْلِ الْخَشْیَةِ وَطَلَبَ اَھْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَھْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَكَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِی عَنْ مَّعَاصِیْكَ حَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِّنْكَ وَاُخْلِصَ لَكَ النَّصِیْحَةَ حُبًّا لَّكَ وَحَتّٰی اَتَوَكَّلَ عَلَیْكَ فِی الْاُمُوْرِ حُسْنَ ظَنٍّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔
(بہار شریعت حصہ ۴/ ۲۹ ردالمحتار ۱/ ۶۴۴)

ترجمہ: اے اللہ تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت والوں کی توفیق اور یقین والوں کے اعمال اور اہل توبہ کی خیر خواہی اور اہل صبر کا عزم اور خوف والوں کی کوشش اور رغبت والوں کی طلب اور پرہیز گاروں کی عبادت اور اہل علم کی معرفت تاکہ میں تجھ سے ڈروں، اے اللہ! میں تجھ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روکے تاکہ میں تیری طاعت کے ساتھ ایسا عمل کروں جس کی وجہ سے تیری رضا کا مستحق ہو جاؤں اور تاکہ تیرے خوف سے خالص توبہ کروں اور تاکہ تیری محبت کی وجہ سے خیر خواہی کو تیرے لیے خالص کروں اور تاکہ تمام امور میں تجھ پر توکل کروں تجھ پر نیک گمان کرتے ہوئے پاک ہے نور کا پیدا کرنے والا۔ (حاشیہ بہار شریعت ۴/ ۲۹)

آتش بازی

شب برات میں بعض جگہوں پر آتش بازی اور پٹاخے کا بہت رواج ہے، یقیناً یہ ایک برا فعل ہے اس کے اسراف وفضول خرچی ہونے میں شبہ نہیں اور فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"وَلَاتُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا" ○ (سورہ اسراء:۱۷/۲۶۔۲۷)

''اور فضول نہ اڑا بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے''۔

یعنی شیطان نے جس طرح اپنے رب کی نعمتوں کی قدر نہ کی اور ناشکری کا مرتکب ہوا، تم بھی اللہ عزوجل کی نعمتوں کی ناشکری کر کے اس کی بارگاہ سے دور نہ کر دیے جاؤ، ذرا اس پہلو سے بھی غور کریں کہ پٹاخوں کی کریہہ اور شدید آواز سے اس مبارک شب میں قرآن کی تلاوت کرنے والوں، خدا کا ذکر کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے ذکر وعبادت میں کس درجہ خلل پڑتا ہے کیا کسی مسلمان سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے کہ خود تو ذکر وعبادت سے دور رہے اور اللہ کے جو بندے عبادت میں مشغول ہوں ان کی عبادت میں خلل ڈالے؟ لہذا آتش بازی اور پٹاخے بڑے گناہ کے کام ہیں ان سے کوسوں دور رہنا چاہیے اور گھر کے ذمہ داروں کو چاہیے کہ اپنے اپنے گھر کے نوجوانوں اور بچوں کو بھی اس شیطانی اور فضول کام سے سختی کے ساتھ منع کریں اور اس نورانی رات کی قدر کریں ناشکرے اور شیطان کے بھائی نہ بنیں۔

یہ رات رحمتوں برکتوں سے اپنے دامنوں کو بھرنے اور نیکیوں میں اضافے کی رات ہے نہ کہ گناہ کر کے اپنے اعمال نامے سیاہ کرنے کی۔ پھر ہر سال جو سینکڑوں حادثات رونما ہوتے ہیں وہ الگ ایک مصیبت ہے کتنے مکانات جلتے ہیں اور کتنی دکانیں نذر آتش ہوتی ہیں کتنے مالی نقصانات ہوتے ہیں اور کتنے بچے نوجوان جل کر موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں مزید برآں ایک بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ کمایا ہوا مال بھی ناجائز وحرام ہوتا ہے جس کا استعمال کرنا کرانا آخرت کا وبال مول لینا ہے۔ جب کہ مسلمان پر فرض ہے کہ وہ حلال کمائے اور اس کو اپنے بال بچوں کو کھلائے حرام کھانے سے عبادتیں قبول نہیں ہوتیں اور دعائیں رد کر دی جاتی ہیں۔

اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو آتش بازی اور پٹاخوں کی بڑی بڑی دکانیں لگا کر راتوں رات مالدار بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

فاتحہ

حلوہ یا کوئی عمدہ چیز پکا کر یا کسی مسلمان پاکیزہ طبیعت حلوائی کی دوکان سے خرید کر اس پر بزرگوں، عام مرحوم مسلمانوں اور اپنے اقربا کی فاتحہ دلانا یعنی انہیں ایصال ثواب کرنا ایک مستحسن اور اچھا کام ہے اسے بدعت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ قرآن وحدیث اور فقہ سے اس کا ثبوت ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "اثبات ایصال ثواب" از شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، اور نُصرۃُ الاصحاب باَقسامِ ایصال الثواب، از ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری علیہما الرحمۃ۔

زیارت قبور

قبروں کی زیات کو جانا سنت ہے، سرکار دو عالم ﷺ نے قبروں کی زیارت کی ہے اور اس کا حکم بھی دیا ہے اور اس کے فوائد و برکات پر بھی روشنی ڈالی ہے، چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کُنۡتُ نَهَيۡتُكُمۡ عَنۡ زِيَارَةِ الۡقُبُوۡرِ فَزُوۡرُوۡهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِى الدُّنۡيَا وَتُذَكِّرُ الۡاٰخِرَةَ۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۱۲ و مشکوٰۃ ص ۱۵۴ باب زیارۃ القبور کتاب الجنائز)

ترجمہ: میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب قبروں کی زیارت کرو، اس لیے کہ وہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی امام مسلم کی ایک روایت میں ہے۔

فَزُوۡرُوۡ الۡقُبُوۡرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الۡمَوۡتَ

(صحیح مسلم ۱/۳۱۴ مشکوٰۃ ۱۵۴ مجلس برکات مبارک پور)

ترجمہ: تو اب قبروں کی زیارت کرو، اس لیے کہ قبریں موت کو یاد دلاتی ہیں۔

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

وَاَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ زِیَارَتَهَا سُنَّةٌ لَهُمْ وَهَلْ تُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ وَجُهَانِ قَطَعَ الْاَكْثَرُوْنَ بِالْكَرَاهَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ لَا يُكْرَهُ اِذَا اَمِنَتِ الْفِتْنَةَ۔

(مرقاۃ المفاتیح حاشیہ مشکوٰۃ ص۱۵۴)

اس پر اجماع ہے کہ قبروں کی زیارت مردوں کے لیے سنت ہے اب رہا یہ کہ کیا عورتوں کے لیے مکروہ ہے؟ تو اس میں دو قول ہیں، اکثر علما نے کراہت کا حکم دیا ہے اور بعض نے فرمایا کہ مکروہ نہیں، مگر یہ اس وقت ہے کہ فتنے کا خوف نہ ہو۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے ہیں:

اصح یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں

(فتاویٰ رضویہ ۴/ ۱۶۵، سنی دارالاشاعت مبارک پور)

اور فرماتے ہیں عورتوں کو زیارتِ قبور منع ہے، حدیث میں ہے:

(۳) لَعَنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ۔ (ابن ماجہ: ۱۹۳)

ترجمہ: ''اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔''

زیارت قبور کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو سرہانے سے نہ آئے کہ میت کے لیے باعثِ تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آیا۔ (بہار شریعت ۴/ ۱۶۱)

قبروں کا سلام اور دعائیں

زیارت قبور کے وقت سلام کرنے کا حکم بھی حدیث میں آیا ہے، متعدد روایات میں مختلف الفاظ آئے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور سے اور صحیح مسلم و ترمذی سے سلام و دعا کے بعض الفاظ نقل کیے جاتے ہیں سب یا ان میں سے کوئی ایک سلام بھی یاد کر کے پڑھے تو بہتر ہے۔

(۱) "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ، نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَاوَلَكُمُ الْعَافِيَةَ"۔

(مسلم شریف ۱/۳۱۴۔ کتاب الجنائز، مشکوٰۃ: ص ۱۵۴، باب زیارۃ القبور)

(۲) "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَاأَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ". (ترمذی شریف ۱/ ۱۲۵۔ مشکوٰۃ: ص ۱۵۴)

(۳) "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُم دَارَقَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَاتُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَإِنَّاإِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ۔ (صحیح مسلم ۱/۳۱۳)

(۴) "اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ"۔

(مسلم شریف ۱/ ۳۱۴۔ مشکوٰۃ: ص ۱۵۴)

(۵) قبرستان میں جائے تو الحمد شریف اور الٓم سے مفلحون تک اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورہ تک اور سورۂ یٰس اور تبارک الذی اور الھٰکُمُ التکاثرُ ایک ایک بار اور قل ھواللہ احد بارہ یا گیارہ یا سات یا تین بار پڑھے۔ اور ان سب کا ثواب مُردوں کو پہنچائے۔

حدیث میں ہے کہ جو گیارہ بار قل ھواللہ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

(درمختار، ردالمحتار، بحوالہ بہار شریعت ۴/ ۱۶۵ مطبوعہ بریلی)

قبرستان کے مسائل

مسئلہ: قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے، ایک شخص کو حضور اقدس ﷺ نے جوتے پہنے دیکھا تو فرمایا جوتے اتار دے نہ قبر والے کو تو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

(بہار شریعت ۴/ ۱۶۰)

مسئلہ: قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے، قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا، ناجائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔
(عالمگیری درمختار، بہار شریعت ۴/۱۶۴)

﴿شب برات میں چراغاں﴾

شب برات چونکہ گناہوں سے معافی کی رات ہے اور مسلمان اس مبارک شب میں عبادات کا بھی اہتمام کرتے ہیں، راتوں کو قبرستان کی زیارت کے لیے بھی جاتے ہیں، جو مسنون ہے تو ظاہر ہے کہ عام شب کے مقابلے میں اس رات کچھ زیادہ روشنی کی ضرورت ہوتی ہے، قبرستان عام دنوں میں راتوں کو تاریک ہوتے ہیں، روشنی کی کوئی حاجت بھی نہیں ہوتی لیکن شب برات میں زیارت قبور کی وجہ سے لوگوں کی آمد ورفت ہوتی ہے اس لیے وہاں روشنی ضروری ہے، یوں ہی مساجد میں بھی عام دنوں میں عشا کی نماز کے فوراً یا کچھ دیر بعد روشنی بجھادی جاتی ہے یا بہت معمولی سا کوئی بلب جلا دیا جاتا ہے، جہاں تیل کا چراغ یا موم بتیاں جلتی ہیں وہاں تو بعد عشا ہی اندھیرا کر دیا جاتا ہے، لیکن شب برات میں عبادت وتلاوت قرآن کرنے والے مسلمان کثرت سے مساجد میں آتے اور شب بیداری کرتے ہیں اس لیے عام دنوں کے مقابلے میں اس مبارک موقع پر پوری روشنی کی جاتی ہے، یہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کو بدعت یا ناجائز کہا جائے اگر بلا وجہ روشنی کی جاتی ہے یا روشنی کرنے ہی کو اس شب میں کوئی خاص اہمیت دی جاتی ہے تو یقیناً غلط ہے کہ اس مبارک شب میں روشنی کرنے کا کوئی حکم وارد نہیں۔

لہذا حسب ضرورت مساجد میں یا قبرستانوں میں یا عام شاہراہوں میں روشنی کی جائے تو اس کی ممانعت کی بھی کوئی وجہ نہیں اور بلا وجہ مسلمان کے کسی فعل کو جو کسی صحیح غرض کی بنا پر کیا جاتا ہو ناجائز یا بدعت کہنا سراسر ظلم ہے، شریعت اسلامیہ اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔

کچھ لوگ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ نفل عبادت کرنے کے لیے گھر زیادہ مناسب ہے نہ کہ مساجد، ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس زمانے میں گھروں کے اندر عبادت کرنے میں ہرگز وہ سکون واطمینان نہیں مل سکتا جو مسجد میں نصیب ہوتا ہے گھروں میں کہیں عورتوں کی کثرت ہوتی ہے، کہیں بچے شور شرابا کرتے ہیں اور خود سونے والے بچے بھی اکثر راتوں کو بار بار اٹھا کرتے ہیں اور روتے چلاتے ہیں، یا کچھ بچے یا عورتیں سوتی ہیں تو ان کی وجہ سے مرد کو بھی عبادت میں چستی نہیں ہوتی بلکہ ان کو دیکھ کر سونے کی خواہش پیدا ہوتی ہے جب کہ مساجد میں ایک جشن اور انبوہ کی وجہ سے آدمی غفلت کا شکار نہیں ہوتا ارد وسروں کو دیکھ کر عبادت میں ذوق وشوق بھی پیدا ہوتا ہے، لہذا مساجد ہی میں عبادت وتلاوت بہتر ہے نہ گھروں میں۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ سنت ونفل نمازوں کو گھروں میں ہی پڑھنے کا حکم ہے اور مساجد میں بھی جائز ہے، لیکن اس زمانے میں عمل اسی پر ہے کہ لوگ نوافل مساجد ہی میں ادا کرتے ہیں، اور اس زمانے میں یہی مناسب بھی ہے، اگر سکون واطمینان کے ساتھ کوئی گھروں میں نوافل پڑھے تو بہتر ہے، لیکن اسی کو لازم قرار دے کر مسجد میں نوافل کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔

اصل مقصد اللہ کی یاد اور عبادت میں مشغول ہونا ہے وہ جس طرح حاصل ہو بہتر ہے، ہاں کسی خاص طریقے کو شریعت نے منع کر دیا ہو تو اس سے بچنا ضروری ہے، اللہ عزوجل شب برات کی قدر کرنے اور اس میں زیادہ سے زیادہ عبادت کی توفیق دے، گناہوں سے سچی توبہ نصیب فرمائے، نیک بننے اور دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے کا جذبہ عطا کرے، اپنے پیارے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے نقش قدم پر چلائے۔

آمین بجاہ سیدالمرسلین علیہ وآلہ وصحبہ الصلاۃ والتسلیم

شب برات کا حلوہ

شب برات میں حلوہ پکانا نہ تو فرض ہے نہ سنت، نہ حرام وناجائز بلکہ حق بات یہ ہے کہ شب برات میں دوسرے تمام کھانوں کی طرح حلوہ پکانا بھی ایک مباح

اور جائز کام ہے اور اگر اس نیک نیتی کے ساتھ ہو کہ ایک عمدہ اور لذیذ کھانا فقرا اور مساکین اور اپنے اہل وعیال کو کھلا کر ثواب حاصل کرے تو یہ ثواب کا بھی کام ہے۔

درحقیقت اس رات میں حلوے کا دستور یوں نکل پڑا کہ یہ مبارک رات صدقہ وخیرات اور ایصال ثواب وصلہ رحمی کے لئے خاص ہے، لہذا انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ ایسے موقع پر کوئی مرغوب اور لذیذ کھانا پکایا جائے، بعض عالموں کی نظر بخاری شریف کی اس حدیث پر پڑی کہ: "کان رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ والْعَسَلَ" (بخاری:۲/ ۸۳۸، کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوہ (شیرینی) اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

لہذا ان علمائے کرام نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس رات میں حلوہ پکایا پھر رفتہ رفتہ عوام میں اس کا چرچا اور رواج ہو گیا، چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ہے کہ ہندوستان میں شب برات میں روٹی اور حلوہ پر فاتحہ دلانے کا دستور ہے، اور سمرقند و بخارا میں "قَتَلُمَا" پر جو ایک میٹھا کھانا ہے۔ (بحوالہ جنتی زیور از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ ص ۱۳۲)

اور بہتر وعمدہ چیز اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی قرآن پاک میں بھی تاکید آئی ہے، رب عزوجل فرماتا ہے.

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔ (ال عمران:۳/۹۲)

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔ (کنزالایمان)

یعنی اچھی خراب جو چیز بھی صدقہ کرو گے اسے خوب معلوم ہے اور وہ اسی کے مطابق تمہیں اس کا اجر دے گا۔

الغرض شب برات کا حلوہ ہو یا عید کی سوئیاں، محرم کا کھچڑا ہو یا مالیدہ، محض ایک رسم ورواج کے طریقے پر لوگ پکاتے اور کھاتے کھلاتے ہیں کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں

رکھتا کہ یہ فرض یا سنت ہیں یا ان ہی پر فاتحہ ہوسکتی ہے دوسری چیز پر نہیں، اس لیے اس کو ناجائز کہنا درست نہیں، اور خوب یاد رکھیں کہ کسی حلال کو حرام ٹھہرانا اللہ پر جھوٹی تہمت لگانا ہے جو ایک بدترین گنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا، قُلْ آللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ"۔ (یونس ۱۰/۵۹)

یعنی کہہ دو بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لیے رزق اتارا، اس میں تم نے اپنی طرف سے کچھ حرام اور کچھ حلال ٹھہرالیا (اے پیغمبر ان سے) فرمادو کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی، یا اللہ پر تم لوگ تہمت لگاتے ہو؟۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور خدا پر افترا ہے، آج بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں کو جو منع ہے اس کو تو حلال کہتے ہیں اور جو مباح ہے اسے حرام بتاتے ہیں، کتنے لوگ محفل میلاد رسول، شب برات کا حلوہ، فاتحہ اور گیارہویں کی شیرینی کو حرام بتاتے ہیں ان کو اس آیت سے سبق لینا چاہیے،

حیرت ہے کہ اعتراض کرنے والے جو سال بہ سال عید وبقرعید میں پابندی کے ساتھ سوئیاں بناتے کھاتے اور کھلاتے ہیں، تحفے میں دوست احباب اور رشتہ داروں کے پاس بھیجتے اور ان کو کھلاتے ہیں جب کہ عید کے اعمال میں اس کا کہیں ذکر نہیں، یہ بھی محض رواج کے طور پر ہے، پھر جو خود کریں اس پر بدعت کا حکم نہ لگائیں اور ہم اہل سنت وجماعت کے معمولات پر بدعت کا حکم لگا کر فساد واختلاف پیدا کریں، یہ کہاں کی شریعت ہے؟

لہٰذا مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ جو نیک کام کرتے ہیں کرتے رہیں کسی کے بہکانے میں نہ آئیں۔ ہاں ہر ایک کام میں خدا کی رضا اور اپنے بھائیوں کی بھلائی کو ضرور مطمح نظر رکھیں تا کہ پورا پورا ثواب پائیں اور ریا ونمود سے بچیں،

شب برات اور اعلیٰ حضرت کا معمول

شب برات قریب ہے۔اس رات تمام بندوں کے اعمال حضرت عزت میں پیش ہوتے ہیں۔مولیٰ عزوجل بطفیل حضورِ پرنور شافع یوم النشور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ذنوب معاف فرماتا ہے۔مگر چند،ان میں وہ دو مسلمان جو باہم دنیوی وجہ سے رنجش رکھتے ہیں۔فرماتا ہے ان کو رہنے دو۔جب تک آپس میں صلح نہ کرلیں۔لہذا اہل سنت کو چاہیے کہ حتی الوسع قبل غروب آفتاب ۱۴ رشعبان باہم ایک دوسرے سے صفائی کرلیں۔ایک دوسرے کے حقوق ادا کردیں یا معاف کرالیں کہ باذنہ تعالیٰ حقوق العباد سے صحائف اعمال خالی ہوکر بارگاہ عزت میں پیش ہوں۔

حقوق مولیٰ تعالیٰ کے لیے توبۂ صادقہ کافی ہے۔التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ۔(گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہے ۱۲ ان) ایسی حالت میں باذنہ تعالیٰ ضرور اس شب امید مغفرت تامہ ہے۔بشرط صحت عقیدہ، وہو الغفور الرحیم۔یہ سب مصالحتِ اِخوان ومعافیِ حقوق بحمدہ تعالیٰ یہاں سالہائے دراز سے جاری ہے۔امید کہ آپ بھی وہاں مسلمانوں میں اس کا اِجرا کرکے من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیامة لا ینقص (ذلك) من اجورهم شیئا، کے مصداق ہوں۔یعنی جو اسلام میں اچھی راہ نکالے۔اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں۔ان سب کا ثواب ہمیشہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے۔بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی آئے۔

اور اس فقیر ناکارہ کے لیے عفو وعافیت دارین کی دعا فرمائیں۔فقیر آپ کے لیے دعا کرے گا اور کرتا ہے،سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے کہ وہاں نہ خالی زبان دیکھی جاتی ہے،نہ نفاق پسند ہے،صلح ومعافی سب سچے دل سے ہو۔والسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ